آرام و سکون

سید امتیاز علی تاج

(1900ء۔۔۔۔1970ء)

ابتدائی حالات:

سید امتیاز علی تاج لاہور میں پیدا ہوئے۔ ان کے والد مولوی ممتاز کو شمس العلماء کا خطاب ملا۔ امتیاز علی تاج نے سینٹرل ماڈل سکول لاہور گورنمنٹ سکول لاہور سے تعلیم حاصل کی مجلس اِس طرح ترقی ادب لاہور کے سیکریٹری بھی رہے ہے۔ اپریل ۱۹۷۰ میں ان کو نامعلوم شخص نے قتل کردیا۔

اسلوب نگارش:

امتیاز علی تاج کے ڈراموں میں تمام لسانی خوبیاں موجود ہیں۔ ان کی تحریر سادہ اور بے تکلف ہے۔ وہ الفاظ کا استعمال بڑے سلیقے سے کرتے ہیں اور معمولی الفاظ کو بھی اتنی خوش اسلوبی سے استعمال کرتے ہیں کہ وہ قاری کے ذہن پر گہرا اثر مرتب کرتے ہیں۔ ان کے ڈراموں کی زبان سلیس اور رواں ہے۔

مکالمہ نگاری:

امتیاز علی تاج کے ڈراموں میں چستی ، برجستگی اور بے ساختگی ملتی ہے۔ کسی ڈرامے کی کامیابی کا دارومدار اس کے مکالموں پر ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ انہوں نے مکالمہ نگاری کی طرف خصوصی توجہ دی ہے۔ ان کے ہاں جذبات نگاری کی ایسی حسین مثالیں ملتی ہیں جو اردو کے ڈرامائی ادب میں بہت کم دستیاب ہیں۔

ان کا ایک معروف ڈرامہ "آرام و سکون" اس کی واضح مثال ہے کہ ان کے مزاج میں کہیں کوئی تکلیف نظر نہیں آتی بس انہوں نے معمول کے واقعات اور کرداروں کے سیدھے سادے مکالمہ سے مزاح پیدا کیا

تصانیف:

اپنے زمانہ طالب علمی میں منفرد انگریزی ڈراموں کے تراجم کرکے اسٹیج پر پیش کیے۔ ۱۹۳۲ میں مشہور ڈرامہ" انارکلی" لکھا ان کے مزاحیہ اسکیچ "چچا چکھن" کے نام سے شائع ہوئے اور بہت مقبول ہوئے۔ رسالہ" تہذیب نسواں" اور" پھول" کے مدیر رہے ریڈیو پروگرام" پاکستان ہمارا ہے" شروع کیا اور ریڈیو کے لیے درجنوں ڈرامے اور فیچر لکھے۔ بہت سی فلمیں کہانیاں بھی ان کی تحریر کردہ ہیں۔

مشکل الفاظ کے معنی

الفاظ	معنی	الفاظ	معنی
تردد	فکر، پریشانی	حرارت	گرمی
علیل	بیمار	مقوی	قوت دینے والا
نامراد	بدنصیب، محروم	نصیبِ دشمناں	دشمنوں کا نصیب
نغمہ سرائی	گیت گانا	چپکا	خاموش
جھونک دونگی	جلادوں گی	اللہ مارا	بخت مارا

زچ ہو کر	تنگ آکر	برجستگی	بے تکلفی
نامراد	منحوس	کھٹ پٹ	لڑائی جھگڑا
بین السطور	سطروں کے درمیان	اوں ہوں	کراہنے کی آواز
بدن ٹوٹنا	جسم درد ہونا	ہاتھ دھو بیٹھنا	محروم ہو جانا
بخشو	معاف کرنا	طرح دینا	ڈھیل دینا
سر جھکانے کی فرصت نا ہونا	بہت مصرف ہونا	بوکھلانا	گھبران

سبق کا خلاصہ:

مصنف امتیاز علی تاج میں سبق میں نہایت دلچسپ انداز میں ایک صاحب کھانا کا تذکرہ کیا ہے۔ اشفاق صاحبایک دفتر میں کام کرتے ہیں۔ مسلسل کہ عمر مناسب آرام نہ ملنے کی وجہ سے بیمار پڑ جاتے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب نے ان کی بیگم صاحبہ کو بتایا کہ مسلسل اور زیادہ کام کی وجہ سے بخار ہوا ہے۔ صاحب کو دبا کے ساتھ آرام کی بہت ضرورت ہے انکی خوراک کے بارے میں بھی لکھ رہا ہوں۔ بیگم صاحبہ ساری گفتگو سن کر ڈاکٹر صاحب کو تسلی دلاتے ہوئے کہتی ہیں کہ میں ان کی خوراک اور ان کے آرام و سکون کا ہر ممکن خیال رکھوں گی ان کے آرام و سکون کا مکمل

ڈاکٹر صاحب کے جانے کے بعد بیگم صاحبہ اپنے شوہر کو آرام کرنے کی بار بار تلقین کرتی ہے۔ مگر خود ذرا برابر اس بات پر عمل نہیں کرتی۔ کبھی کھانے کا پوچھتی ہے تو کبھی بے تکی بحث شروع کر دیتی ہے۔ نوکر کو نسی آواز سے ڈانٹتی ہے۔ سقا پانی لے کر تھوڑی دیر سے پہنچتا ہے تو اسے برا بھلا کہنا شروع کر دیتی ہے ہر ایک اونچی آواز سے ڈانٹ ہے اور ساتھ یہ بھی کہہ رہی ہوتی ہے۔ کہ تم لوگ میاں کو آرام نہیں کرنے دیتے میاں بے تکی باتیں اور شور سن کر کراہ رہا ہوتا ہے بیگم صاحبہ کو اس کی تکلیف کا کوئی احساس نہیں ہوتا اسی دوران فون کی گھنٹی بجتی ہے۔ اشفاق صاحب کے کمرے میں کوئی نہیں ہوتا مجبور انہیں خود سننا پڑتا ہے کوئی خاتون ان سے بات کر رہی ہیں میاں مشکل سے یہ کہہ کر ٹال دیتے ہیں کہ بعد میں کسی وقت بات کر لینا جب بیوی کو ٹیلیفون کا علم ہوتا ہے تو اپنے خاوند سے لڑنا شروع کر دیتی ہے کہ کس کا فون تھا اس کا نام کیوں نہیں پوچھا پوچھنا تھا کوئی گناہ تو نہیں ہونا تھا پتہ نہیں کونسی کیا ضرورت تھی یہ بحث ختم ہوئی تھی کہ پڑوسیوں کے صاحبزادے نے ہارمونیم بجانا شروع کر دیا میں عاشور کی وجہ سے پھر تنگ آتا ہے اور پڑوسیوں کے نام بیوی کو خط لکھنے کو کہتا ہے بیوی خط لکھنا شروع کرتی ہے تو بچہ زور سے رونا شروع کر دیتا ہے اسی دوران نوکر 52 دستے میں ریٹھے کوٹنا شروع کر دیتا ہے میاں درد اور بے آرامی کی وجہ سے ہائے ہائے چلانے لگتا ہے اسی دوران ان 52 دستے کی دھمک کے اندر فقیر کی صدا شامل ہو جاتی ہے میاں ہائے توبہ توبہ ہائے کی آوازیں نکالتے ہوئے کہتا ہے کہ میری ٹوپی اور شیروانی دو بی۔ بھی حیران ہو کر پوچھتی کہاں جانا ہے میاں کہتا ہے آرام و سکون کے لیے دفتر چلا جا ہوں۔

مرکزی خیال

میاں کام کی زیادتی اور گھر میں شور و غل کی وجہ سے علیل ہے۔ ڈاکٹر آرام و سکون کا مشورہ دیتا ہے۔ لیکن بیوی باتونی اور لڑاکا ہے۔ اس لیے میاں کو گھر میں بیوی کے رویے کی وجہ سے کوئی آرام میسر نہیں آتا۔ وہ اکتا کر اپنے دفتر کی راہ لیتا ہے۔ گویا اس کے خیال ہے کہ ایسے گھر کی نسبت تو دفتر میں علیحدہ بیٹھ کر آرام کیا جا سکتا ہے۔